تبصرے

دراساتُ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب | از شیخ محمد معین السندی (عربی)

تقطیع متوسط ضخامت ۲۷۲ صفحات ٹائپ جلی اور روشن قیمت مجلد بارہ روپیہ پتہ: لجنۃ احیاء الادب السندی - بندر روڈ کراچی (پاکستان)

سندھ ایک مدت تک اسلامی علوم و فنون کا مرکز رہا ہے اور اس سرزمین سے بڑے بڑے علما و فضلا۔ شعرا اور ادبا پیدا ہوئے ہیں لیکن ان حضرات کی علمی اور ادبی یادگاریں گوشۂ گمنامی میں پڑی ہوئی ہیں یہاں تک کہ سندھ کے علاوہ دوسرے علاقوں کے لوگوں کو ان میں سے اکثر حضرات کے نام بھی معلوم نہیں ہوں گے اس بنا پر ضرورت تھی کہ ایک ایسا ادارہ قایم کیا جاتا جو ان یادگاروں کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرتا اور اہل علم اُن سے متعارف و مستفیض ہوتے۔ خوشی کی بات ہے کہ لجنۃ احیاء الادب السندی کا قیام اسی غرض کے لئے ہوا ہے اور اُس نے عربی، فارسی اور اُردو میں سندھ کے ارباب علم و فضل کی باقیات صالحات کو بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ شائع کرنے کا ایک وسیع پروگرام بنایا ہے جس پر وہ مقامی حکومت کی امداد و اعانت سے سرگرمی کے ساتھ گامزن ہے۔ زیر تبصرہ کتاب عربی مطبوعات کے سلسلہ کی پہلی اور عام ترتیب کے اعتبار سے "پانچویں" کتاب ہے جو اس انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف شیخ محمد معین السندی ہیں جو بارہویں صدی ہجری کے علماء میں سے تھے۔ ۱۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ موصوف نے اپنے شیوخ اور اساتذہ کی فہرست میں حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی کو بھی شمار کیا ہے۔ عربی اور فارسی زبان و ادب اور اسلامی علوم و فنون کے بڑے فاضل اور کثیر التصانیف تھے اُن کے والد محمد امین خود بڑے عالم اور اپنے عہد کے مشہور فاضل تھے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ والد کے کٹر حنفی ہونے کے باوجود شیخ محمد معین

سخت قسم کے غیر مقلد یا آج کل کی اصطلاح میں اہلِ حدیث ہو گئے چنانچہ موصوف کی یہ کتاب جو بارہ ابواب (دراسات) پر مشتمل ہے اسی موضوع پر ہے اس میں انھوں نے تقلیدِ شخصی کی سخت مخالفت کی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کسی امام کے قول پر عمل کرنے کے بجائے حدیثِ صحیح پر عمل کرنا ہی صواب اور درست ہے اگرچہ مصنف کے اس دعوی سے تقلیدِ شخصی کا عدمِ جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ جس امام کے قول پر عمل کیا جاتا ہے وہ لامحالہ استنباطِ احکام کے اصولِ اربعہ میں سے کسی ایک اصل پر ہی مبنی ہوتا ہے اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ کسی امام کے قول کو جو کسی اصلِ شرعی پر مبنی نہ ہو بہر حال صحیح حدیث پر ترجیح دینی چاہیے لیکن بہر حال چوں کہ یہ کتاب تقلیدِ شخصی کی مخالفت اور انکار میں لکھی گئی ہے اس بنا پر نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلا میں اس کی بڑی تعریف کی ہے اور مولانا سید نذیر حسین الدہلوی نے اپنا ایک آدمی لاہور بھیج کر ۱۲۸۴ھ میں اس کتاب کو وہاں سے پہلی مرتبہ شائع کرایا۔ اگر معاملہ صرف تقلید کی مخالفت تک محدود رہتا تو پھر بھی غنیمت تھا، لیکن افسوس یہ ہے کہ مصنف کے افکار و خیالات نہایت پراگندہ اور منتشر ہیں۔ ایک طرف وہ عمل بالحدیث پر اس قدر زور دیتے ہیں اور دوسری جانب حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا جو مطالبہ کیا تھا اور جس کو حضرت ابوبکر نے "نحن معاشر الانبیاء لا نورث وما ترکنا ہ صدقۃ" والی حدیث سنا کر رد کر دیا تھا۔ مصنف اس مطالبہ کو صحیح قرار دیتے ہیں اور اس کی دلیل صرف یہ ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ معصوم تھے اس بنا پر ان سے غلطی نہیں ہو سکتی اور حضرت ابوبکر اس معاملہ میں حق پر نہیں تھے۔ پھر صرف یہی نہیں بلکہ مصنّف کی رائے میں وہ تمام صحابہ جنھوں نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی مخالفت کی سب خطا پر تھے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ ہی نہیں بلکہ بارہ کے بارہ امام سب معصوم ہیں۔ مصنف نے یہ ساری بحث کتاب کے صفحہ ۲۴۱ سے ۲۴۴ تک کی ہے اور اس میں کوئی علمی اور منطقی بات نہیں کہی بلکہ جو کچھ لکھا ہے خالص جذباتی انداز میں لکھا ہے۔ علاوہ بریں مصنف نے غضب یہ کیا ہے کہ لکھتے ہیں "صدور الخطاء عن المھدی مستحیل" اس کے علاوہ بعض شیعی

حضرات کے ہاں جو عقیدہ الرجعتہ پایا جاتا ہے مصنف نے اس کو بھی صحیح بتایا ہے۔ محرم کے مہینہ میں تعزیہ داری اور سیاہ لباس پہنا مصنف اس کو بھی درست بتاتے ہیں اور اسد الغابہ کے حوالہ سے دلیل یہ ہے کہ امام حسن کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے سوگ منایا اور سیاہ لباس پہنا تھا اور حضرت امام حسین نے لوگوں کو اس سے منع نہیں فرمایا۔ مصنف اجماع کے حجت ہونے کا بھی قائل نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کے نزدیک ائمۂ اہلبیت میں سے کسی امام کے بغیر اجماع کا تحقق ہی نہیں ہو سکتا۔ دو نمازوں کے درمیان مطلقاً جمع کرنا بھی درست ہے۔ اہلبیت نبوی میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اولاد شامل ہے۔ ازواج مطہرات ان میں داخل نہیں۔ غرض کہ یہ اور اسی قسم کی لغو اور غلط باتیں اس کتاب میں جا بجا بکھری ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود مصنف کے دو ہم عصر فاضلوں مولانا عبد اللطیف ٹھٹوی اور ان کے فرزند مولانا ابراہیم نے علی الترتیب "ذب ذبابات الدراسات" اور "القسطاس المستقیم" لکھ کر مصنف کا سخت رد کیا اور اس کی رکاکت کا پردہ اسی زمانہ میں فاش کیا تھا۔ ان میں سے اول الذکر کافی ضخیم کتاب ہے اور لجنۃ کا ارادہ اس کتاب کو بھی شائع کرنے کا ہے مولانا عبد الحیٔ صاحب فرنگی محلی اور دوسرے علماء اعلام نے بھی مصنف کی شدید مذمت کی ہے۔

اگرچہ کتاب کے لغو ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا لیکن چوں کہ لجنۃ اس کا مفصل رد یعنی "ذب" بھی شائع کر رہی ہے اس لئے دونوں کتابوں کو پڑھنے کے بعد ایک طالب تحقیق علی وجہ البصیرت حق اور باطل کا فیصلہ کر سکتا ہے اور غالباً لجنۃ کا مقصد بھی اس کتاب کی اشاعت سے یہی ہے۔ کتاب کے آخیر میں مختلف فہرستیں ہیں اور اس کے بعد مولانا عبد الرشید نعمانی کے قلم سے عربی زبان میں ہی تقریباً سو صفحات کا ایک تقدمہ ہے جس میں مصنف کے حالات و سوانح۔ شیوخ و تلامذہ۔ تصنیفات و تالیفات اور اُن کے متعلق علماء کی مختلف آراء ان سب کا تذکرہ فاضلانہ انداز میں کیا گیا ہے علمی اعتبار سے یہ تقدمہ اصل کتاب سے کہیں زیادہ وقیع اور معلومات آفریں ہے۔ اس کے علاوہ کتاب میں جگہ جگہ حواشی بھی ہیں جو مفید ہیں۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ اُن کو حضرت شاہ ولی اللہ سے تلمذ ہے لیکن یہ دعویٰ بہت کچھ محلِ نظر اور ثبوت طلب ہے اور اس پر مستقل بحث کی ضرورت ہے۔